Academic Discipline for Quranic Higher Education

تخصص علوم وحکمت قرآن کے لیے مقرر نصاب کے مطابق

غیر متبدل قوانینِ قرآن

قانون نصرت خداوندی

الاستاذ: ابوالفضل نور احمد سندھی

ناشر

جامع مسجد ربانی، ہائی وے کالونی، سیکٹر C-18، اسکیم-33، نزد جمالی پُل، M-9 موٹروے، کراچی

فون: 0313-2707097

www.hikmatequran.org hikmatequran@gmail.com Hikmat-e-Quran Institute

نَصَرَ کا بنیادی معنی زمین کی وہ سیر ابی ہے جس سے وہ سر سبز و شاداب ہو جائے۔ اس کا قانون اللہ تعالیٰ نے یہ بنایا ہے کہ جو اپنی زمین کو اس سیر ابی کے لائق بنائے گا تو اس کی سعی و عمل کی کھیتی ثمر بار ہو جاتی ہے۔ جس طرح بارش اس کسان کے لیے منفعت بخش ہوتی ہے جو اپنی زمین کو کھیتی کے لیے تیار کرتا ہے اور اس کے لیے طبیعی اسباب سے خوب فائدہ اٹھاتا ہے۔ اسی طرح نصرت خداوندی بھی ان لوگوں کے لیے ہوتی ہے جو طبیعی اسباب کے ساتھ بڑے انسانی کاموں کے لیے قوانین خداوندی / فطری تقاضوں کے مطابق کوششیں کرتے ہوں۔ اس کو دیگر الفاظ میں یہ کہیں گے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق کوششیں کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید حاصل ہوتی ہے۔

تم اللہ تعالیٰ کی مدد کروگے تو تمہاری مدد ہو گی

اس کائنات کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔ اس دھرتی اور دھرتی پر بسنے والے انسانوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس دھرتی کے لیے مشیت یہ ہے کہ اس پر اس کی خدائی کا راج ہو اور ظلم، جبر اور استحصال کا راج نہ ہو۔ جب بھی یہاں انسانوں پر ظلم، جبر اور استحصال نے پنجے گاڑے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں، انقلابیوں اور مصلحین کو ان کا قلع قمع کرنے اور اس کی جگہ سلامتی اور عدل قائم کرنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ میں ان لوگوں نے تمام بڑی

تکالیف اور مشکلات سے گزر کر یہ ذمہ داری سرانجام دینے کی کوشش کی ہے۔

قرآن حکیم نے ایسی کوششوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی نصرت خداوندی کا قانون بتایا ہے کہ جو جماعتیں اللہ تعالیٰ کی اس مشیت کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ قوانین کے مطابق کام کریں گی تو ان کی کوششیں بھرپور نتائج مرتب کریں گی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾

(محمد۔۷)

”اور اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے اندر مضبوطی اور ثابت قدمی پیدا کرے گا۔“

یہاں قرآن حکیم واضح اصول بیان کرتا ہے کہ مدد کرنے کی پہل انسانوں کی طرف سے ہوگی۔ جو لوگ یا جماعت اللہ تعالیٰ کی مدد کریں گے اللہ ان کی مدد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں، انسانوں کی طرف سے مدد کرنے کی پہل یہ خود انسانوں کے اندر آنے والی تبدیلی کو سنبھالنے اور اُن میں استحکام پیدا کرنے کے لیے ان کی تیاری اور ریہرسل ہے۔ اس لیے تبدیلیوں کے بڑے کام وہ انقلابی جماعتیں ہی کرپاتی ہیں جو اس کے لیے تیاری کرتی ہیں۔ یہ تیاری اللہ تعالیٰ کی دین اور ان کی مشیت کی تکمیل کے لیے ہوتی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت اور اللہ تعالیٰ کی نصرت شمار ہوتی ہے۔

سورہ محمد میں اس آیت نصرت کے بعد آیت ۸ میں ارشاد ہوا:

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۸﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۹﴾ (محمد۔۸۔۹)

”جو منکرین حق ہیں ان کے لیے تباہی ہے، اللہ نے ان کے اعمال کو ضایع کر

دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ (قوانین) کو ناپسند کیا تو ان کے اعمال بے نتیجہ رہ جاتے ہیں۔"

آیتِ مذکورہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ جو بھی لوگ یا جماعت مَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ کو چھوڑ دیتے ہیں یا اُن کی جگہ دوسری چیزوں کو رہنما بنا دیتے ہیں تو وہ لوگ یا جماعتیں قوانین خداوندی کے انکار کے زمرے میں آجاتی ہیں اور کتنی بھی کوشش کریں ان کے اعمال بے نتیجہ رہ جاتے ہیں۔

سورہ الحج میں قرآن حکیم نے نصرت خداوندی کے قانون کو اس لیے لازم ٹھہرایا ہے کہ اگر یہ نصرت کا قانون نہ ہو تو طاقتور سرکش لوگ اپنی طاقت اور سرکشی سے زمین سے وہ نشانیاں بھی ختم کر دیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر سر بلند رکھنے کے لیے علامات ہیں۔ ارشاد ہوا:

الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ بِغَيۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ‌ؕ وَلَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لَّهُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذۡكَرُ فِيۡهَا اسۡمُ اللّٰهِ كَثِيۡرًا ‌ؕ وَلَيَنۡصُرَنَّ اللّٰهُ مَنۡ يَّنۡصُرُهٗ ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ﴿۴۰﴾ (الحج۔۴۰)

"یہ وہ مظلوم ہیں جو بغیر کسی حق کے اپنے گھروں سے نکال دیے گئے۔ ان کا کوئی جرم نہ تھا۔ اگر تھا تو صرف یہ کہ وہ کہتے تھے، ہمارا پروردگار اللہ ہے، اور (دیکھو!) اگر اللہ بعض آدمیوں کے ہاتھوں بعض آدمیوں کی مدافعت نہ کراتا رہتا (اور ایک گروہ کو دوسرے گروہ پر ظلم و تشدد کرنے

کے لیے بے روک چھوڑ دیتا) تو کسی قوم کی عبادتگاہ زمین پر محفوظ نہ رہتی۔ خانقاہیں، گرجے، کنیسا، مسجدیں جن میں کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، سب کبھی کے ڈھائے جاچکے ہوتے (یادرکھو!) جو کوئی اللہ (کی سچائی) کی حمایت کرے گا، ضروری ہے کہ اللہ بھی اس کی مدد فرمائے۔ کچھ شبہ نہیں، وہ یقیناً قوت رکھنے والا اور سب پر غالب ہے۔"

آیتِ مذکورہ میں بھی اس نصرت خداوندی کو مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ سے وابستہ بتایا گیا ہے، یعنی جس طرح مکہ کے لوگ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی سچائی کے لیے اپنے گھروں سے بے دخل ہو کر نکلے اور اس دین کی بقا اور سربلندی کے لیے سربکف میدان عمل میں رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت کے اسباب بنائے۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ کا قانون حفاظت جس طرح ان عبادت گاہوں کے لیے بھی فعال ہوتا ہے جہاں واقعی اللہ تعالیٰ کا ذکر و نام کثرت سے ہوتا ہے اور وہ عبادت گاہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے قائم رہتی ہیں، اسی طرح ان جماعتوں کے لیے بھی ہوتا ہے جو اللہ کے دین کی بھلائی اور انصاف کو انسانوں کے لیے بار آور بنانے کی کوششیں کرتی ہیں۔

لوازمات نصرت خداوندی

سورہ الصف میں قرآن حکیم نے نصرت خداوندی کے قانون کے لوازمات کو اس طرح بیان کیا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنۡجِیۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۱۰﴾ (الصف۔۱۰)

”اے وہ لوگو! کہ (دعوائے) ایمان رکھتے ہو، (اور کاروبارِ دنیوی میں مشغول ہو) میں ایک ایسی تجارت بتلاؤں جو تمہیں آنے والے سخت و شدید و مصائب کے عذاب سے بچالے۔“

یہاں جس عذاب الیم سے بچانے کا عندیہ ہے وہ اغیار کی غلامی و محکومی کا ہے۔ اس تجارت کے سلسلہ میں آخرت کی کامیابیاں تو حاصل ہو جاتی ہیں، لیکن آگے کی آیات بتاتی ہیں کہ اس دنیا میں بھی تمہیں فتح عظیم حاصل ہو گی۔ لیکن اس کے لیے تم اپنی جان اور اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار رہو۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ (الصف۔۱۱)

”اللہ اور اس کے رسول پر کامل ایمان پیدا کرو اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں سے جہاد کرو، یہی طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے، بشرطیکہ تم اس بات کی گہرائیوں کو سمجھو۔ (کہ اس کے بدلے میں تمہیں ابدی بادشاہی ملنے والی ہے)۔“

قرآن کہتا ہے کہ:

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ (الصف۔۱۲)

”اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تمہارے قصوروں کو درگزر کرے گا اور تم کو کامیابی و بامرادی کے ایسے باغہائے نشاط میں پہنچائے گا جہاں نہریں بہہ رہی ہونگی نیز

ایسے مقامات طیبہ میں، جو دائمی مسرت کے باغوں میں ہیں، تمہیں بسائے رکھے گا، غور کرو تو یہی سب سے بڑی کامیابی ہے (کہ تم دولتِ کونین حاصل کروگے جس کے لیے کبھی زوال نہیں۔)"

وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ (الصف۔۱۳)

"اس کے علاوہ دوسری نعمت محبوب بھی تمہیں ملے گی یعنی اللہ کی طرف سے غیبی نصرت کا نزول ہو گا اور تم عنقریب فتح مند ہو جاؤ گے۔ (اے پیغمبر!) یہ بشارت ہے، مسلمانوں کو پہنچا دو!!"

قرآن حکیم نے یہاں اس کامیابی کی طرف اشارہ فرمادیا جو عنقریب ایمان والوں اور انفس اور اموال سے جہد و جہاد کرنے والوں کے لیے ظاہر ہونے والی تھی۔ یہ سورہ فتح مکہ سے تھوڑا عرصہ پہلے نازل ہوئی ہے اور یہاں فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے۔

انصار اللہ کے لیے کام کی حکمت عملی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ (الصف۔۱۴)

"اے ایمان والو! تم اللہ کے انصار بنو، جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے دعوت دی حواریوں کو، کون میرا مددگار بنتا ہے اللہ کی راہ میں؟ حواریوں نے جواب دیا

کہ ہم اللہ کے انصار بنتے ہیں تو بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا، تو ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابل میں مدد کی تو وہ غالب رہے۔"

لفظ حواری کا معنی ہے سرگرم وپرجوش حامی وحمایتی۔ یہ وہ لوگ تھے کہ یہود کے علماء وفقہاء کے رویہ سے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مایوس ہو گئے تو غریب عوام کو براہ راست دعوت دی۔ بالآخر انہی میں سے تین سوا تین سو پر مشتمل ایک مختصر جماعت نے آپ کا ساتھ دیا کہ ہم تیرا پروگرام دنیا کی قوموں میں پہنچاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید ان اہل ایمان کو حاصل ہوئی اور وہ بالآخر اہل کفر پر غالب ہو گئے۔ تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہود کے مقابلہ میں ان کا یہ غلبہ کبھی ختم نہیں ہوا۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح کے حوارین کا یہ طریق عمل ایک مثال (كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّنَ) ہے۔ یعنی قرآن حکیم کی تعلیم بھی دنیا کی قوموں میں اسی طرح جاری ہو سکتی ہے۔"

(مجموعہ تفاسیر امام سندھی ص ۳۱۶)

سورہ الصف کی مذکورہ آیت ۱۴ میں جماعت مومنین کو یہ ہدف دیا گیا ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ نے غریب عوام کو دریا کے کنارے مچھیروں کے پاس جا کر ان کو دعودت دی کہ اے مچھلیوں کو پکڑنے والو آؤ میں تمہیں آدمیوں کے پکڑنے والا بناؤں۔ اس پیغامِ توحید کو دنیا میں یہ غریب ہی لے کر اٹھیں اور ان غریبوں کے ذریعے دنیا کے اوپر مسلط شاہنشاہتوں، سرداروں اور استحصال کرنے والے تمام طبقات سے نجات دلانے اور ایک اللہ تعالیٰ کی عبدیت میں لانے کا کام سرانجام دیں۔

نصرت خداوندی کا مدعا

قرآن حکیم نے ایمان والوں کے لیے نصرت کا مدعا بھی بتا دیا ہے کہ اس کا مقصد حق کو ثابت کرنا ہے۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝۹

(الانفال۔۷ - ۹)

”اللہ چاہتا تھا اپنے وعدے کے ذریعے حق ثابت کر دے اور منکرین کی جڑ بنیادیں کاٹ کرر کھ دے۔(اور) یہ اس لیے تاکہ حق کو حق کرکے اور باطل کو باطل کرکے دکھلا دے اگرچہ (ظلم وفساد کے) مجرم ایسا ہونا پسند نہ کریں۔ جب ایسا ہوا تھا کہ (جنگ بدر کے موقعے پر) تم نے اپنے پروردگار سے فریاد کی تھی کہ ہماری مدد کر اور اس نے تمہاری فریاد سُن لی تھی۔ اس نے کہا تھا: میں ایک ہزار فرشتوں سے کہ یکے بعد دیگر آئیں گے تمہاری مدد کروں گا۔“

قضاء بالحق اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اس کا قانون پورا ہو کر رہتا ہے۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ (یونس۔۶۴) ”کلمت اللہ (اللہ کے قوانین) میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔“

لیکن اس کے لیے شرط ہے کہ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا (آل عمران۔۱۲۵) ”اگر تم مشکلات کا مقابلہ ثابت قدمی سے کرو گے اور تقویٰ کے راستے پر رہو گے تو تمہیں نصرت خداوندی حاصل ہو گی۔“ عدل کا قیام تمہارے لیے سب سے بڑی تقویٰ ہے:

اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ (مائدہ:۸) اسی طرح جب مشیت کے تقاضے پورے ہوں گے تو پھر نصرتِ خداوندی بہر صورت متحرک ہو گی۔

اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ ۚ وَ اِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَعَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾

(آل عمران۔۱۶۰)

”اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی نہیں جو تم پر غالب آ سکے، لیکن اگر وہی تمہیں چھوڑ بیٹھے تو (بتلاؤ) کون ہے جو اس کے چھوڑ دینے کے بعد تمہارا مددگار ہو سکتا ہے؟ لیکن ایمان والے تو ہوتے ہی وہ ہیں جو اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہیں۔“

****